مولانا مولیٰ بخش

صحبتِ پنج روزہ

باغباں گرپنج روزہ صحبت گل بایدش
بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش

مجھے شوال ۱۳۹۲ھ شعبان ۱۳۹۳ھ تک حضرت الشیخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ‘ سے تلمذ کا شرف حاصل رہا۔ اور پھر تعلیمی سال کی ابتدا یعنی شوال ۱۳۹۳ھ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذرہ نوازی کی بدولت مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں تدریس کی خدمت پر مامور ہوا۔

ظاہر ہے کہ اس قلیل عرصہ میں مجھ جیسا ایک طفل مکتب حضرۃ الاستاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات جامعہ کا کیا تجزیہ کرسکتا ہے۔ (فشتان ما بینھما) لہذا ذیل کی ان بے ربط سطور سے حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمالات کی عکاسی مقصود نہیں، بلکہ صرف اور صرف مداحوں کی صف میں جگہ پانے کی تمنا نے قلم اٹھانے پر آمادہ کیا۔ کیا مستبعد کہ یہی حقیر سی سعی ابدی فوز کی باعث بنے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز.

عربی کا ایک بہت ہی مشہور شعر:

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

کئی بار سنا تھا‘ مگر اس کا مفہوم ذہن میں بس ایک تخیل کے درجے میں تھا۔ ۱۳۹۲ھ میں داخلہ مکمل ہونے پر جب حسب معمول تعلیمی سال شروع ہوا اور اس کے افتتاحی اجتماع سے خطاب کرنے کے لئے آپ تشریف لائے اور پہلی مرتبہ آپ کا خطاب سنا تو ایسا لگ رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کو دیکھ کر شاعر نے یہ شعر کہا ہوگا۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ہر گونہ فیاضی کا مظہر بنایا تھا‘ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بعض پہلو ایسے نمایاں تھے کہ جن کو دیکھتے ہی آدمی آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مثلاً علمی میدان میں بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یگانہ روزگار تھے۔ کم لوگ ایسے مل سکتے ہیں کہ وہ بیک وقت ہر فن میں گہری نظر و بصیرت رکھتے ہوں۔ شیخ التفسیر، شیخ

لدھیانوی، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمہم اللہ تعالیٰ اور میں بھی مدعو تھا۔ فرمایا کہ اثنا مجلس میں بہت سے علمی مسائل پر محققانہ گفتگو ہوئی اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے کئی علمی اشکالات حضرت شیخ انور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حل کرائے۔ فلسفی مسائل بھی چھڑ گئے، جس پر شیخ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اس موضوع پر (ضرب الخاتم علی حدوث العالم) کے نام سے میرا ایک عربی قصیدہ ہے اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ: ہاں پڑھو۔ فرماتے ہیں کہ: مجھے انتہائی تعجب ہوا کہ شیخ کو کیسے پتہ چل گیا کہ مجھے قصیدہ یاد ہے۔ فرماتے تھے کہ: میں نے بلا تاخیر ابتدا قصیدہ سے پڑھنا شروع کیا۔ میں پڑھتا جاتا تھا اور شیخ فرماتے جاتے تھے کہ آگے۔ آگے، یہاں تک کہ میں نے پورا قصیدہ پڑھ کر سنا دیا، تو پوری مجلس پر حیرت چھا گئی۔ خصوصاً ڈاکٹر اقبال صاحب تو حیرت زدہ ہو کر کبھی میری طرف دیکھتے اور کبھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف۔ الغرض ان چند واقعات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ واقعی قدرت کی فیاضی نے آپ کو بے پناہ حافظہ عطا فرمایا تھا، اور جس کے حافظہ کا یہ حال ہو، اس کی جامعیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذکاوت اور تیز فہمی بھی مثالی تھی، جس شخص نے آپ کی تصانیف: معارف السنن، یتیمۃ البیان اور مقدمہ مشکلات القرآن وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ آپ کی وھبی ذکاوت کس پایہ کی تھی۔ معارف السنن میں حدیثی اور فقہی مسائل پر اس انداز میں بحث وتمحیص فرمائی ہے کہ باذوق ناظرین کو اس میں مجتہدانہ ذکاوت کی جھلک اور مستنبطانہ رنگ دکھائی دیتا ہے۔

یہ مشہور مقولہ ہے کہ "المعاصرة قنطرة المنافرة" اور تقریباً ہر زمانے میں معاصرین کے مابین اپنی شہرت کی طرح صادق آتا رہا ہے، اس سلسلہ میں علامہ ابن حجر عسقلانی الشافعی اور علامہ بدرالدین عینی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا لطیفہ مشہور ہے کہ: یہ دونوں بزرگ جامع ازہر میں ہم عصر مدرس تھے اور ایک مرتبہ نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد تشریف لے جا رہے تھے، جس کا ایک منارہ، جو زیر تعمیر تھا، کسی تعمیری نقص کی وجہ سے گر گیا تھا۔ علامہ عسقلانی نے سبقت کر کے فرمایا کہ "اصابه عين" اس پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ جواب دیا۔ "لا بل فی حجره نقص" الغرض اس قسم کے کئی واقعات اصاغر واکابر کے مابین پیش آئے ہیں اور آتے رہتے ہیں، لیکن میں نے اپنی محدود دانست میں اپنے حضرۃ الاستاذ قدس سرہ کو اس مقولہ سے بالاتر پایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کسی ہم عصر سے معاصرانہ چشمک نہیں تھی اور حق تعالیٰ نے آپ کے تمام معاصرین کے دل میں بھی آپ کی محبوبیت ڈال دی تھی، جسے حدیث نبوی میں "ثم یوضع له القبول فی الارض" سے تعبیر فرمایا گیا ہے، جس کے کئی دلائل وشواہد میں سے ایک یہ ہے کہ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "معارف السنن" کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص اور علمی تفوق کی بدولت وہ مقبولیت عطا فرمائی کہ باید وشاید۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی

رمذی ہی میں ان ہم عصر بزرگوں نے بھی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عمر یا علم کے لحاظ سے تقدم زمانی رکھتے ہیں۔ ترمذی شریف پڑھانے کے لئے ’’معارف السنن‘‘ کو بڑے التزام واہتمام کے ساتھ زیر مطالعہ رکھا۔ نابغہ روزگار رحلۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب‘ اطال اللہ تعالیٰ بقاۂ السہارنپوری المدنی جیسی عظیم ہستی کے ہاں میرے حضرت کی تصانیف کی تعریف اور ان کی اہمیت کا اعتراف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تفوق پر واضح دلیل ہے۔ جس انداز میں ہم نے خود دیکھا یا دوسروں سے سنا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو میرے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات سے کس درجہ کی الفت ومحبت تھی، بطور نمونہ وہ رقت انگیز منظر قابلِ دید تھا کہ جب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ‘ آپ کے مزار پر آئے تو یہ جوہر شناس اور خدارسیدہ شیخ پون گھنٹہ مسلسل شیرخوار بچوں کی طرح بلک بلک کر آنسو بہارہے تھے۔ اور مزار کے آس پاس ہجوم پر دم بخودی کی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔

اپنے مدرسہ کے بعض اساتذہ سے جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے قریبی تعلق رکھتے ہیں، میں نے خود سنا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ‘ حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اپنے خدام وخواص متعلقین اور حضرت مرحوم کے صاحبزادہ محمد بنوری سلمہ، سے فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت بنوری کی زندگی سے جلدی جلدی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔ یہ بھی سنا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی یہ خاص ہدایت تھی کہ میری کتابوں کی اشاعت کا جلدی اہتمام کر کے حضرت بنوری سے ان پر مقدمے لکھواؤ۔ الغرض کہ آپ کے کمالات نے ہر کسی کو آپ کے کمالات کا معترف اور آپ کا گرویدہ بنادیا تھا۔ وذالک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآء۔ آپ ﷺ نہ صرف یہ کہ ہندوپاک یا علماءِ عجم سے علمی داد حاصل کر چکے تھے‘ بلکہ آپ کی شخصیت علمی ہمہ گیر تھی۔ دیارِ مقدسہ کے جس مکتب فکر کے بھی عالم نے آپ سے ملاقات کی تو پہلی ہی ملاقات میں گرویدہ ہوگئے۔ تعزیتی تاروں اور خطوط یا ان سوانحی مقالات سے جو علماءِ عجم نے آپ پر لکھے ہیں، خوب اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علماءِ عرب آپ کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ادام اللہ تعالیٰ ظلہ‘ نے مکہ مکرمہ سے اپنے تعزیتی خط میں وہ منظر حیطہ بیان سے بالاتر ظاہر فرمایا کہ قاہرہ میں علماءِ عالم کی بین الاقوامی پندرہ روزہ کانفرنس ہورہی تھی‘ جب حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ کی وساطت سے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اطلاع تار کی شکل میں موصول ہوئی تو میں نے وہ پڑھ کر سنائی تو پورا ہال تلہف وتاسف آمیز آوازوں اور انا للہ وانا الیہ راجعون‘ کی تلاوت سے گونج اٹھا۔ بس کیا تھا کہ یک دم کانفرنس کی کارروائی کے بند ہونے کا اعلان ہوا؟ اور جامعہ ازہر کے شیخ اٹھے اور حضرت بنوری پر وہ والہانہ تقریر کی کہ باید وشاید۔ اور اس سانحہ کے غم میں کانفرنس کی کارروائی اس دن معطل کر دی گئی۔